الحق

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

تذکیر الاخوان فی خطبۃ الجمعۃ بکل لسان

در مطبع خادم السنۃ باہتمام غنی احمد و ضیاء الرحمن

مالکان مطبع مطبوع شد

بنائے جائین اور اللہ کی نعمتون کو اس سے لکہا جاے تو تمام دریا خشک اور درخت فنا ہو جائین لیکن اللہ تعالے کی نعمتین ہرگز ختم نہ ہونے پائین اوسکا کتنا بڑا لطف و احسان ہے کہ ہم لوگ باوجودیکہ اُسکے احسانات کا شکر اور عمدہ طور پر اُسکی اطاعت نہین کرتے لیکن وہ ہم پر ہمیشہ نظر عنایت و رحمت فرماتا ہے نعمتون کا مینہ برساتا ہے اگر معاذ اللہ تہوڑی دیر کے لئے اوسکی رحمت جدا ہو جائے تو زمین و آسمان مین کوئی اپنے لئے کہین ٹہکانہ نپائے ولو یواخذ اللّٰہ الناس بظلمھم ما ترک علیہا من دابۃ یعنی اگر پکڑے اللہ تعالے لوگونکو اون کی نافرمانیونپر تو زمین پر ایک بھی چلنے والا باقی نرہے۔ سب سے بڑی نعمت جس مین دین و دنیا کی خوبی و بہبودی پائی جاتی ہے یہ ہے کہ اوس مربی ومنعم نے ہمپر قرآن مجید نازل فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا مقتدا و پیشوا بنایا۔ کمال فخر ومسرت کا مقام ہے کہ ہمارا پروردگار بھی کریم اور جو اوسنے رسول بھیجا وہ بھی کریم ہے

یارب تو کریمی و رسول تو کریم ٭ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم ×

دنیا مین جو کچھ خیر و عافیت اور امن و امان کی کیفیت نظر آتی ہے اوسکا سبب سوا اسکے اور کچھ نہین کہ اتبک قرآن پاک کا خوشنما منظر اور دلربا پیکر جلوہ گر اور اوسکے ہزارون حافظ و واعظ اور آنحضرت صلعم کا نام لینے والے رونق افروز ہین ورنہ تمام جہان تیرہ و تاریک ہوتا اور سوائے وحشت و جہالت اور شر و فساد اور کچھ نظر نہ آتا آنحضرت صلعم نے اسی قرآن کے ذریعہ سے گمراہوں کو ہدایت فرمائی اور اسی کی وعظ و بیان سے روشنی پہیلائی نہ اس سے بڑہکر کوئی معجزہ اور نہ اس سے برتر کوئی کلام ہے علم حدیث گویا اسی کی شرح و تفسیر کا نام ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد صحابہ و تابعین و علماے دین نے بھی اپنے وعظ و بیان مین اسی قرآنکو منظور نظر و ملحوظ خاطر فرمایا۔ اور واقعی بات بھی ہے۔ کہ ہدایت و اصلاح کا ذریعہ وعظ و بیان اور تبلیغ احکام کے سوا اور کوئی نہین قرآن و حدیث مین جابجا وعظ و تبلیغ کے لئے تنبیہ و تاکید وارد اور اخفاے حق و خاموشی پر وعید و

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القرآن شفاء لما فی الصدور و
اخرج الناس من الظلمات الی النور و بعث الیہم رسولا
ھادیا صاحب الفضل والکرم الموفور اشہد ان لا الہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و
رسولہ الذی لیشفع لامتہ یوم البعث والنشور صلی اللہ
صلوۃ زاکیۃ متوالیۃ علی روحہ المبرور و علی الہ وصحبہ
الذین نشروا دینہ المصدوق والمنصور اما بعد
اللہ جل جلالہ کی نعمتین اور احسانات بندون پر بے شمار و بیحساب ہین نہ اونکا شکر
ادا ہو سکتا ہے اگرچہ تمام مخلوق ملکر ادا کرنا چاہے اور نہ اندازہ مین آسکتے ہین۔
اگرچہ سارا جہان شب و روز اسکے لئے کوشش کرے وان تعدوا نعمۃ اللہ لا
تحصوھا اگر روے زمین کے تمام دریاون کی سیاہی اور سب درختون کے قلم

کے سوا اور کسیطرف بہت کم متوجہ ہوتی ہین جب یہ بات ہے تو وعظ کے واسطے جمعہ کے لئے ایسا وقت مقرر ہونا چاہئے جس مین مسلمانون کے لئے شامل ہو و ایک پنتھ دو کاج - چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار - کا نمونہ ظاہر ہو جائے مسلمان لوگ اوسوقت مین ضروری سمجھکر حاضر بھی ہوئین اور وعظ سے بھی مستفید ہو جاوین ایسا وقت خطبہ جمعہ سے بڑھکر اور کوئی نہین معلوم ہوتا جسطرح خطبہ کا سننا گران نہین گذرتا اسیطرح وعظ کا سننا دشوار نہوگا بلکہ بڑا فایدہ حاصل در حقیقت دار ایمان تازہ ہوگا اور حلال و حرام اور وعد و وعید کے سننے سے وہ کیفیت پیدا ہوگی جو مکانکے مرمت کرنے اور لیپنے یا زمین کو پانی دینے سے ہوتی ہے جس مکانکی ہفتوار لیپا کوفت و کلفت لیپائی و پوتائی ہوتی ہے اسکی عمدگی و پختگی مین کیا شک ہے - ہرچند کہ یہ زمانہ اس کار خیر سے خالی نہین جا بجا خطبہ مین وعظ کا سلسلہ جاری ہے - لیکن بہت قلیل ہے عام طور پر اسکی اشاعت نہین بعض حضرات اہل علم اسکو معیوب اور شرعاً مذموم و بدعت تصور کرتے ہین چنانچہ فی الحال بطور رسالہ ایک فتوی جو کہ چند علمائے ہندوستان کی تحریرات سے معمور اور مواہیر سے مزین ہے اور اوسکا نام برائے نام **دافع بدعة** ہے راقم الحروف کے پاس پہونچا بعض برادران دینی نے اسپر خامہ فرسائی اور رائے زنی کے لئے ارشاد فرمایا اور مناسب معلوم ہوا کہ امر صواب کو ظاہر کیا جائے تا کہ سلسلہ خیرات و برکات بالکل بند نہوجائے - واللہ الموفق و المعین وعلیہ توکل وبہ نستعین -

حضرات مفتیان نے اپنے فتاوین دو امر کے متعلق بحث کی ہے - **اول** اخیر ماہ رمضان المبارک مین الوداع کا خطبہ پڑھنا اور رمضان کے رخصت و وداع پر حسرت و افسوس ظاہر کرنا - **دوم** خطبہ جمعہ کا عربی کے سوا دوسری زبان مین سنانا - امر اول کی نسبت سب نے بالاتفاق فرمایا کہ بدعت و مکروہ اور ناجایز ہے - انمین سے صرف ایک مفتی صاحب نے جنکا نمبر دوم ہے اسکے خلاف تحریر فرمایا اور خطبہ الوداع کو بوجہ مصلحت جایز و مشروع قرار دیا

تمہید موجود ہے۔ پس وعظ و بیان کا سلسلہ جاری کرنا اور تبلیغ کو عمل مین لانا بہت ضروری ہوا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ وعظ کے لئے سامعین کا حاضر ہونا ضروری ہے ورنہ اکیلا واعظ کسکو وعظ سنائیگا اور کیا ہدایت کریگا۔ اور سامعین کی حالتین مختلف ہین بعض تجارت وحرفت مین مشغول اور بعض ملازمت کی وجہ سے پابند اور بعض مطمئین وفارغ البال اور بعض آشفتہ حال۔ اگر وعظ کے لئے جداگانہ خصوصیت کے ساتھ کوئی وقت مقرر کیا جاوے تو بیشتر حاضرین کو شرکت وسماعت گران ہوگی اگر طوعاً وکرہاً حاضری ہوے تو اتفاقی طور پر لیکن مداومت و پابندی نہین ہوسکتی۔ احب الاعمال الی اللہ ادومہ یعنے اللہ تعالے کو وہ نیک عمل زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہو۔ آجکل جو بعد نماز جمعہ کے وعظ کا جلسہ قایم کیا جاتا ہے اسکی بھی یہی کیفیت ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض الخ یعنے جب نماز جمعہ سے فراغت حاصل ہو تو اپنے کاروبار کے لئے ادہر ادہر پھیل جاؤ اور تجارت وغیرہ مین مشغول ہوجاؤ۔ جس وقت کو اللہ تعالے نے انتشار اور حصول معاش کا موقعہ قرار دیا اوسکو وعظ کے لئے اجتماع و پابندی کا محل قرار دینا طبیعتون پر گونہ گران گذرتا ہے۔ بلکہ عجب نہین کہ نفرت و وحشت کا باعث ہو اسیواسطے نماز کے بارہ مین آنحضرت نے ارشاد فرمایا من صلے بالناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم وذا الحاجتہ ومن صلے وحدہ فلیطول ماشاء۔ وقال ان منکم منفرین یعنے جو شخص لوگون کا امام ہو اوسکو چاہئے کہ نماز مین تخفیف کرے اور مقتدیون کے ساتھ مراعات عمل مین لاوے کیونکہ اونمین بعض مریض اور بعض ضعیف او ضرورتون کے پابند ہوتے ہین۔ اور جب اکیلا نماز پڑہے تو جسقدر چاہے دراز کرے۔ آنحضرت صلعم مستورات کو خاص خاص اوقات مین پابندی کے ساتھ وعظ فرماتے تھے۔ کیونکہ اکثر اوقات عورتین مکانون کے اندر رہتی ہین اور کاروبار خانگی

وغیرہ خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور نماز کا حال یکسان ہے جسطرح نماز مین [illegible]
کے دوسری زبان مین کچھ پڑھنا ناجائز ہے۔ اسیطرح خطبہ مین بھی [illegible]
ابوحنیفہ اور صاحبین کا اختلاف جو کہ اسمین مفتی صاحب نے نقل کیا ہے اس [illegible]
کرتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق اول اس امر کو بیان کیا جاتا ہے کہ خطبہ [illegible]
صلوات اور تلاوت قرآن کا نام ہے یا وعظ و نصیحت اور تذکیر خلائق بھی [illegible]
ضروری ہے پس واضح ہو کہ خطبہ صرف حمد و صلوات اور قراءت [illegible]
و نصیحت کا بھی اوسمین شامل ہونا ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ ف[illegible]
وذروا البیع یعنے جب جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو ذکر اللہ کی طرف دوڑو [illegible]
خرید و فروخت کو چھوڑ دو یعنے جمعکی اذان ہونے سے [illegible]
ہوجاتے ہین اور خطبہ کے لئے مسجد مین جانا ہونا فرض اور ضروری ہوجاتا ہے [illegible]
و افضل اور کثرت حسنات کا سبب یہی ہے کہ اذان سے پہلے نماز کے وقت [illegible]
ہو لیکن اذان ہونے پر حاضری کا ہونا ضروری اور لازمی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے
لئے خصوصیت و مزیت ہے اسیواسطے اوسکو ذکر اللہ سے تعبیر فرما کر [illegible] سننے کے
لئے حکم صادر کیا گیا۔ ورنہ ذکر اللہ کی صورتین متعدد ہین اونمین سے ایک اذان بھی ہے
حالانکہ اذان کا سننا کسیکے نزدیک بھی فرض نہین اگر فرض ہوتا تو اذان سے پہلے مسجد [illegible]
یا اوسکے قریب حاضر ہونا تاکہ اذان سننے مین آوے ضروری قرار دیا جاتا [illegible] اذان
سے پہلے حاضر ہونا ضروری اور لازمی نہین بلکہ خطبہ کے وقت ضروری ہے [illegible]
کہ اذان سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگونکو اعلان دیا جاے اور خطبہ و نماز کے [illegible]
جاے اور یہ امر ظاہر ہے کہ لوگون کا حاضر ہونا بغیر اعلان کے بھی ہوسکتا ہے جو لوگ
کہ مقام اذان سے فاصلہ پر رہتے ہین اور ہمیشہ اذان کو نہین سن سکتے اون کی [illegible]
صرف وقت کی شناخت کے سبب ہوسکتی ہے اذان کے سننے پر موقوف نہین

لیکن دیگر مفتی صاحبان نے زور شور کے ساتھ مدلل طور پر اسکی تردید فرمائی سو راقم محروف
اور غالباً جملہ اہل حدیث کو اس سے اتفاق ہے ۔ بلا شک خطبۃ الوداع امر محدث فی الدین
اور ناجائز اور اخیر رمضان مین اسکا پڑہنا محض لامحل اور بے موقعہ ہے واللہ اعلم ۔
امر دوم کی نسبت بھی ہر چند کہ بدعت و مکروہ ہونے کا حکم صادر کیا گیا ہے لیکن سب مفتیون
نے اس پر اتفاق ظاہر نہین فرمایا بلکہ بعض نے سکوت کیا اور صرف خطبۃ الوداع کے
بدعت و ناجائز قرار دینے پر اکتفا فرمایا اور خطبہ بزبان اردو وغیرہ وعظ سنانے سے
سکوت کیا اس سے ضمناً و اشارتاً پایا جاتا ہے کہ حضرات موصوف کے نزدیک امر مذکور جائز
و مشروع ہے ۔ السکوت فی معرض البیان بیان یعنے بیان کرنے کے موقع
مین خاموشی رضا اور اجازت کی دلیل ہے ۔ اور بعض حضرات نے صراحۃً اسکو جائز و
مشروع قرار دیا چنانچہ سکوت فرمانیوالے ایک مولوی منفعت علی دیوبندی ۔ دوم مولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی ہین جنکا نمبر ساتوان و نوان ہے ۔ اور جائز و مشروع قرار دینیوالے
مولوی محمد اسماعیل بیگ صاحب مدرس عربی مدرسہ امدادیہ ہین کہ پانچوین نمبر مین وارد ہین حضرت
موصوف نے صاف طور پر تحریر فرمایا کہ اگر سامعین زبان عربی سے نافہم ہون تو احکام مندرجہ خطبہ
کو اگر بزبان سامعین پڑہکر سمجھا دے تو بہتر ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء مفتی گنگوہی صاحب
نے اپنی عادت دیرینہ کے موافق نہایت مجمل و مختصر طور پر تحریر فرمایا کہ خطبہ کو زبان عربی کے
سوا دوسری زبان مین سُنانا بدعت و مکروہ ہے ۔ دیگر مفتیان نے کسیقدر تفصیل و تشریح
کے ساتھ ۔ لیکن ناجائز ہونیکی جو وجہ اور دلیل بیان کی گئی ہے وہ سب کی تحریرون مین ایک ہے
یعنے صحابہ کرام سے اسکا ثبوت نہین پایا جاتا ۔ ایک مفتی صاحب نے جنکا نمبر دسوان ہے
اسقدر زاید تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ ہر حال مین براے ذکر ہے نہ وعظ اگرچہ وعظ بالتبع حاصل ہوجاے
لیکن مقصود بالذات ذکر اللہ ہے کہ آیہ فاسعوا الی ذکر اللہ دلیل واضح ہے ۔ اگر
افہام و تفہیم کو علت غائی قرار دیا جائے تو اس سے صحابہ پر طعن لازم آتا ہے ۔ وغیرہ

جاتا ہے قبلہ کی جانب پشت کی جاتی ہے۔ اور جس طرح نماز مین خصوصیت
کے ساتھ الحمد وغیرہ پڑھی جاتی ہے اس طرح خطبہ مین کسی قسم کا ذکر خصوصیت
کے ساتھ نہین کیا جاتا اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ خطبہ سے لوگون کو مخاطب
بنانا اور فہمائش اور وعظ کا عمل مین لانا مد نظر ہوتا ہے اگر نماز کی طرح خطبہ مین بھی
سورۂ فاتحہ وارکان مخصوصہ اور ادعیہ ماثورہ کی خصوصیت ہوتی تو وعظ و تذکیر
کے لیے میدان فراخ اور دروازہ کشادہ نہ ہوتا۔ جب اُس مین اس قسم کی
کوئی خصوصیت نہین بلکہ اُسکے لیے زیادہ تر کھڑے ہوکر پڑھنے اور بولنے
کی ضرورت ہے تو معلوم ہوا کہ وعظ کے لیے درمیان مین کوئی امر حائل نہین
بلکہ میدان صاف ہے۔ و نیز جس طرح نماز مین ادھر ادھر دیکھنے اور متوجہ
ہونے سے سخت ممانعت وارد ہے اس طرح خطبہ مین ہرگز نہین بلکہ خطبہ
مین سامعین وحاضرین کے لحاظ سے دائین بائین دیکھنا اور لوگون کی طرف
متوجہ ہونا بہت مناسب ہے۔ وعظ مین یہی کیفیت ہونی چاہیے ایسے ہی
نماز مین بلا ضرورت شرعی حرکت وجنبش اور جگہ سے انتقال کرنا جائز نہین
اور خطبہ مین جائز ہے جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے
ایک مرتبہ خطبہ کی حالت مین حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو منبر کے قریب دیکھا
آپ نے اُن کو دیکھکر اپنی جگہ سے جنبش فرمائی پس معلوم ہوا کہ نماز وخطبہ
مین مشرق ومغرب کا تفاوت ہے اگر مناسبت واتحاد ہے تو صرف فرض و
ضروری ہونے کے لحاظ سے یعنی جس طرح ادای صلوۃ فرض وضروری ہے
اسی طرح خطبہ بھی ہے۔ یہی کیفیت روزہ وغیرہ کی ہے روزہ کے لیے
طہارت کا ہونا ضروری نہین بلکہ روزہ کی حالت مین اگر احتلام وغیرہ سے
جنابت اور ناپاکی کی نوبت ہووے تو روزہ مین کوئی خلل واقع نہین ہو سکتا

جب نماز جمعہ کا وقت آیا فوراً حاضر ہونا ضروری ہوا خواہ اذان سُننے مین آئے یا نہ آئے پس خطبہ کے لئے جو کہ ذکر اللہ ہے حاضری کا ضروری قرار دینا اور اوسکے سُننے کو موکد فرمانا زائد خصوصیت اور مزیت پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ ذکر اللہ مین وہ بات قائم کی گئی جو دوسرے موقعہ پر ذکر اللہ سے حاصل نہین ہوتی یہ امر مسلّم کہ خدا ورسول نے خطبہ کو ضروری قرار دیا اسلئے اسکو ضروری ولازمی مانا گیا لیکن اسکے سبب سے بیع وشرا کو حرام فرمانا اور فی الفور حاضری کو ضروری قرار دینا اور دیگر اذکار کے لئے یہ امر ضروری نفرمانا اسکی کوئی وجہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ شارع کا حکم وفرمان فضول وعبث اور بے محل نہین ہوسکتا۔ نماز کے لئے حاضر ہونا اور جماعت مین شامل ہونا اگرچہ سنت موکدہ اور بہت مناسب ہے لیکن خطبہ کیطرح فرض و ضروری نہین اگر تنہا نماز اپنے مکان مین ادا کیجاے تب بھی فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ فضیلت حاصل نہوگی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے نماز کیطرح خطبہ اپنے گھر مین پڑھ لینا اور مسجد مین حاضر نہونا کسیطرح کافی نہین ہوسکتا اور نہ تنہا آدمی کے لئے خطبہ کا موقعہ ومحل ہے بلکہ اسکے لئے سامعین کا ہونا خواہ وہ تہوڑے ہون یا بہت ضروری ہے صرف جمعہ کے لئے جماعت کا ہونا ضروری کیا گیا اور کسی نماز کے لئے یہ بات نہین۔ لیکن بڑا فرق یہ ہے کہ نماز مین قبلہ کی جانب رُخ کیا جاتا ہے اور تقرّب الی اللہ منظور نظر ہوتا ہے لوگون کیطرف توجہ نہین کیجاتی اور نہ اون کو مخاطب بنایا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ اذا قام احدکم فی الصّلوٰۃ فانّما یناجی ربّہ وانّ ربّہ بینہ وبین القبلۃ۔ وان تعبد اللہ کانک تراہ یعنے جب کہڑا ہوتا ہے کوئی شخص پس تحقیق وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اسکا رب اوسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اور یہ کہ تو اللہ کی عبادت کیوقت یہ خیال رکھ کہ تو اوسکو دیکھ رہا ہے۔ اور خطبہ مین لوگون کیطرف رُخ کیا

لغت کے ساتھ مبعوث فرمایا جو اُن کی امت کی زبان تھی قال تعالی وما ارسلنا
من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم۔ یعنی ہم نے تمام رسولون کو اُسی زبان ولغت
کے ساتھ بھیجا جو اُن کی امت کی زبان تھی تاکہ امت کے روبرو دین کی
باتون کو اچھی طرح بیان کرین اور سمجھاوین۔ خلاصہ کلام یہ کہ خطبہ وعظ و نصیحت
کا نام ہے اور وعظ و نصیحت اُسی وقت ہوگا جب سامعین کو اُن کی زبان
کے موافق سمجھایا جاوے گا خطبہ مین زیادہ تر خصوصیت و مزیت یہی ہے کہ
اُس سے لوگون کا ایمان تازہ ہوتا ہے دوزخ و جنت وعدہ و وعید اور
حلال و حرام کا بیان سنایا جاتا ہے واقعات عبرت خیز کو تصویر کھینچکر دکھایا
جاتا ہے۔ اس وقت مین وعظ بیان کرنا اور سننا ضروری قرار دیا گیا۔ دیگر
اوقات مین ضروری نہین بلکہ جائز و مباح و مستحب۔ جیسے نماز کی کیفیت ہے
کہ پنجگانہ اوقات مین فرض و واجب اور دیگر اوقات مین نفل و مستحب اور
جیسے روزہ کہ ماہ رمضان المبارک مین فرض و ضروری اور دیگر اوقات
مین نفل و مستحب۔

آنحضرت صلعم کا خطبہ کی حالت مین ایک شخص کو مخاطب کرنا اور کسی امر کے لیے
سمجھانا حدیث صحیح سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تھے اُس حالت مین ایک شخص حاضر ہوا آپ نے
ارشاد فرمایا۔ قم فصل رکعتین۔ یعنی کھڑا ہوکر دو رکعتین ادا کر۔ اور حدیث صحیح مین
مروی ہے کہ خطبہ کی حالت مین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بارش
بند اور قحط کا زور ہے مویشی بھوکے مرتے ہین اللہ تعالی سے بارش کے لیے
دعا کیجیے آپ نے دونون ہاتھ اُٹھاکر دعا فرمائی۔ اسقدر بارش ہوئی کہ جمعہ
آئندہ تک بند نہوئی پھر وہی شخص جمعہ کے روز خطبہ کی حالت مین کھڑا ہوا

لیکن نماز کی حالت اسکے برعکس ہے جنابت یا نقض وضو کی حالت مین اُسکے
پاس پھٹکنا بھی جائز نہین اسقدر تحریر سے ناظرین باتمکین بخوبی معلوم کرسکتے
ہین کہ قرآن مین جو خطبہ کہ ذکر اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اُس سے مقصود صرف حمد
وصلوۃ اور تلاوت و قرارت نہین بلکہ وعظ و تذکیر اور افہام و تفہیم مراد ہے قرآن مجید
مین جابجا ذکر کا لفظ وعظ و نصیحت کے معنی مین بولا گیا ہے۔ قال اللہ تعالی ولقد
یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر۔ یعنی ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کیا ہی
پس کیا کوئی نصیحت ماننے والا ہے یہ امر ظاہر ہے کہ یہان پر ذکر سے تلاوت
و قرارت مراد لینا چسپان و موزون نہین اور نہ نظم عبارت اُسکے مساعد ہے وقال
تعالی وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیہم۔ یعنی اے محمد ہم نے تمھاری
طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگون کے روبرو اسکو بیان کرو اور واضح کرکے سناؤ
یہان بھی ذکر سے مراد وعظ و پند ہے کیونکہ بیان کرنا اور سنانا اور سمجھانا اسی
کے لیے موزون ہے وقال تعالی وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون۔ یعنی
تحقیق یہ نصیحت ہے تیرے واسطے اور تیری امت کے واسطے اور قریب ہے کہ
تمسے اسکا حساب لیا جائے گا۔ وقال تعالی ان ہوا الا ذکر للعالمین۔ یعنی
نہین ہے یہ مگر نصیحت واسطے جہان والون کے۔ تذکیر و تذکر کا ماخذ یہی ذکر
ہے اور اس سے مراد بھی وعظ و نصیحت ہے۔ قال تعالی قل ان کان کبر
علیکم مقامی وتذکیری بآیات اللہ الخ وذکرہم بایام اللہ۔ لعلہم یتذکرون۔ وغیرہا
من الآیات۔ اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ وعظ و نصیحت مین جب تک سامعین و
حاضرین کے سمجھانے اور ذہن نشین کرنے کا لحاظ نہوگا تب تک وعظ لغو و
فضول ہوگا۔ بلکہ اُسکو وعظ و تذکیر سے تعبیر کرنا ہرگز درست نہوگا۔ اسی واسطے
اللہ تعالی نے اپنے کلام کو سہل و آسان فرمایا اور پیغمبرون کو اُسی زبان و

عربی کا ہونا ضروری ہے مراد اس سے یہ ہے کہ عربی سے خالی نہونا چاہیے یہ مقصود نہین کہ عربی کے سوا دوسری زبان مین بیان کرنا قطعاً جائز نہین کمالا یخفی۔ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۸۳ مین جابر بن سمرہ سے مروی ہے قال کانت للنبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبتان یجلس بینہما یقرء القرآن و یذکر الناس یعنی رسول اللہ صلعم دو خطبے پڑھتے تھے اور درمیان مین جلسہ فرماتے تھے قرآن پڑھتے تھے اور لوگون کو وعظ سناتے تھے امام نووی اپنی شرح مین تحت اس کے لکھتے ہین۔ فیہ دلیل للشافعی فی انہ یشترط فی الخطبۃ الوعظ والقراءۃ قال الشافعی لا یصح الخطبتان الا بحمد اللہ والصلوۃ علی رسول اللہ فیہما والوعظ وہذہ الثلاثۃ واجبات فی الخطبتین الخ۔ یعنی اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ خطبہ مین وعظ و قرارت کا ہونا شرط ہے امام شافعی فرماتے ہین کہ جمعہ کے دونون خطبون مین حمد و صلوۃ اور وعظ کا ہونا ضروری ہے بغیر ان تین باتون کے خطبہ صحیح و درست نہین ہو سکتا۔ و نیز صحیح مسلم مین جابرؓ سے مروی ہے۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب احمرت عیناہ وعلا صوتہ و اشتد غضبہ کانہ منذر جیش یقول صبحکم و مساکم و یقول اما بعد فان خیر الحدیث الخ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ خطبہ سے ترغیب و ترہیب اور وعظ مقصود تھا۔

اب رہی یہ بات کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے عربی کے سوا دوسری زبان مین کبھی خطبہ کے اندر وعظ نہین فرمایا۔ سو اسکی نسبت گزارش ہے کہ آنحضرت اور صحابہ کا خطبہ مین وعظ فرمانا اور سامعین کو مخاطب بنانا بخوبی ثابت ہے جب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچا تو ہمکو اس تلاش و جستجو کی کہ صحابہ نے خطبہ مین

اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور راستے بند ہو گئے دعا کیجے کہ اللہ بارش بند فرماوے آپ نے پھر دعا فرمائی رواہ البخاری اور حدیث صحیح مین مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ فرماتے تھے اُسی حالت مین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد مین داخل ہوئے ۔۔۔۔۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو دیکھکر فرمایا ایتہ ساعۃ ہذہ یا عثمان یعنی اے عثمان تم کس وقت مین نماز کے لیے آئے ہو اُنھون نے اُسکی کیفیت بیان فرمائی۔ رواہ مسلم۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ مین خطیب کا کسی شخص کو مخاطب بنانا اور اُس سے کلام کرنا اور ایسے ہی سامعین مین سے کسی کا امام سے گفتگو کرنا اور امام وخطیب کا جواب دینا مشروع اور درست ہے۔ اور جو کہ حدیث مین وارد ہے کہ خطبہ کی حالت مین بات چیت نہ کرنی چاہیے۔ یہانتک کہ بات کرنیوالے کو خاموش ہونے کے لیے حکم کرنا بھی لغو وفضول مین داخل ہے سو اول تو اس سے یہ مراد ہے کہ سامعین مین سے ایک کا دوسرے سے بات کرنا ممنوع ہے لیکن خطیب سے کسی موقع ومحل پر کلام کرنا یا خطیب کا کسی سے ہمکلام ہونا ممنوع نہین دوسرے ممانعت کی حدیث عام اور جواز کی حدیث خاص۔ خاص عام پر قاضی ہوتا ہے۔ پس مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ خطبہ سے مقصود ذکر وقرارت ہے نہ وعظ وتذکیر اسلیے سوا عربی کے دوسری زبان مین بیان کرنا جائز نہین بالکل غلط ہوا۔ علاوہ بران اردو وغیرہ مین بیان کرنے سے یہ غرض نہین کہ اول سے آخر تک اردو کے سوا کچھ نہو اور عربی سے بالکل خالی ہو بلکہ حمد وصلوۃ اور آیت قرآن کا عربی مین ہونا مناسب ہے شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم وغیرہ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ مین

و مکروہ قرار دینا چاہیے کیونکہ یہ بھی صحابہ کرام سے ثابت نہین جب عیدین کے خطبہ مین بزبان دیگر وعظ و بیان جائز بلکہ اولی و افضل قرار دیا گیا تو اسیطرح خطبہ جمعہ مین بھی قرار دینا چاہیے۔ افہام و تفہیم اور تعلیم احکام کی ضرورت جس طرح جمعہ کے خطبہ مین ہے ویسے ہی عیدین مین ہے ایک کو جائز کہنا اور دوسرے کو ناجائز قرار دینا تخصیص بلامخصص اور ترجیح بلامرجح ہے۔ بعض فقہاے حنفیہ نے نماز کے لیے الفاظ کے ساتھ نیت کرنا اور زبان سے بولنا صحیح و مشروع فرمایا اور دلیل اسکی سوا اس کے اور کچھ نہین کہ حج کی نیت پر قیاس کیا گیا یعنی جس طرح حج و عمرہ کے لیے زبان سے نیت کے الفاظ بولنا اور یہ کہنا کہ اللھم انی اُرید الحج والعمرۃ صحیح و مشروع ہے اسی طرح نماز کے لیے نیت کرنا اور اس طرح کہنا کہ نیت کرتا ہون پیچھے اس امام کے فلان وقت اور اسقدر رکعت وغیرہ بھی مشروع ہے حالانکہ نماز اور حج جداجدا فرض اور دونون کے احکام مختلف ہین اسیطرح خطبہ جمعہ کو خطبہ عیدین پر قیاس کیا جا سکتا ہے پس جس طرح عیدین کے خطبہ مین وعظ بزبان اردو وغیرہ مشروع ہوا اسی طرح خطبہ جمعہ مین بھی ہونا چاہیے اس سے یہ مقصود نہین کہ نماز کی نیت کے لیے الفاظ زبان سے کہنا صحیح و درست ہے بلکہ الزاماً کہا گیا ہے جواب تحقیقی وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔

حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم خطبہ کو دراز اور طویل نفرماتے تھے بلکہ بمقابلہ اُس کے نماز مین طول فرماتے تھے۔ اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ خطبہ مین وعظ کہنا جائز نہین کیونکہ خطبہ مین وعظ کہنے سے درازی اور طول ہوگا اسلیے کہ درازی اور کمی و کوتاہی امراضافی ہے

عربی کے سوا دیگر زبان مین وعظ فرمایا یا نہین۔ کوئی ضرورت نہین۔ کیونکہ حاضرین کو مخاطب بنانے اور وعظ کہنے سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ اُن کو سمجھایا جاوے۔ اگر اس امر کے لیے تلاش وجستجو کی ضرورت ہے تو یہ امر بھی ضرور تلاش کرنا چاہیے کہ خطبہ کے سوا دیگر اوقات مین آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے عربی کے سوا دیگر زبان مین وعظ فرمایا ہے یا نہین غالباً اس امر کا پتہ لگانا بھی سخت وشوار ہوگا پس اس سے لازم آئے گا کہ کسی وقت اور کسی حالت اور کسی ملک مین عربی کے سوا دوسری زبان مین وعظ کہنا جائز نہوگا۔

صحابہ کرام مین سے خلفاء راشدین کا غیر ممالک مین سفر کرنا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا علاوہ بران صحابہ کرام مین دیگر زبان ولغت کے جاننے والے بہت کم تھے جیسے حضرت زید بن ثابت رضؓ وغیرہ پس خطبہ مین عربی کے سوا دوسری زبان مین بیان نہ کرنا صحابہ کرام مین کثرت وشہرت کے ساتھ نہین پایا جاتا اگر ہے تو قلیل اور اتفاقی طور پر۔ بہر حال ہمارے لیے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت صلعم نے خطبہ مین وعظ فرمایا اور لوگون کو مخاطب بنایا اور قرآن مجید مین رب العالمین نے خطبہ کو وعظ وتذکیر سے تعبیر فرمایا اس سے زائد تفتیش کی ضرورت نہین۔

مفتی صاحب نمبر ۱ہم جن کا فتوی صفحہ ۱۱ مین مذکور ہے فرماتے ہین البتہ خطبہ عیدین مین اگر خطیب بزبان سامعین تعلیم احکام کرے تو جائز ہے۔ بلکہ اولی وافضل ہے اسکی نسبت گزارش ہے کہ جس طرح خطبہ جمعہ کا اردو وغیرہ مین بیان کرنا اسوجہ سے کہ صحابہ کرام مین نہین پایا گیا بدعت و مکروہ قرار دیا گیا اسی طرح عیدین کے خطبہ کو بھی اردو وغیرہ مین بیان کرنا جائز

اسلیے کہ عالم وواعظ ہونا فرض عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہے قال اللہ تعالیٰ
ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر یعنے
چاہیے کہ تم مین سے ایک جماعت ضرور اس کام پر رہا کرے جو اچھی بات
کا حکم کرین اور بری بات سے منع کرین۔ وقال تعالیٰ فلولا نفر من کل فرقة
منہم طائفة لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم۔ یعنی کیون نہین سفر کیا ہر ایک
فرقہ مین سے ایک جماعت نے تو کہ وہ سمجھ حاصل کرلین دین کی اور سکھاوین
اپنی جماعت کو جب وہ اُن کے پاس آوین۔ پس جب ہر شخص پر تحصیل
علم ضروری نہین تو وعظ کہنا بھی ضروری نہین البتہ اولی وافضل یہی ہے
امام وخطیب وہی شخص ہووے جو عالم وواعظ ہو جیسا کہ احادیث صحیحہ سے
ثابت ہے واللہ اعلم۔
بعض حضرات اس بارہ مین یعنی عربی کے سوا دیگر زبان مین خطبہ پڑھنے کے
متعلق یہ وجہ پیش کرتے ہین کہ بلاشک آنحضرت صلعم نے ہمیشہ عربی زبان
مین خطبہ پڑھا اُسکی وجہ خواہ یہ قرار دی جاے کہ اسوقت مخاطبین وسامعین
سب اہل عرب تھے یا اُسکے سوا اور کوئی سبب قرار دیا جاے لیکن آپکا فعل دوامی
اسکے خلاف نہین پایا گیا پس ہم کو اتباع فعل نبوی اور اسی کے موافق عملدرآمد
کرنا ضروری ہے یہ خیال کہ اس زمانہ مین مخاطبین وسامعین عربی سے
ناواقف ہین اسلیے اردو وغیرہ مین بیان کرنا چاہیے مناسب نہین کیونکہ
فعل رسول کے خلاف ہرگز نہ ہونا چاہیے اگرچہ اس زمانہ مین عربی ہونے کی
وجہ نہ پائی جاے جیسے رمل فی الطواف یعنی دوڑکر تیزی کے ساتھ طواف
کرنا کہ آنحضرت نے خاص وجہ سے اسکو مشروع فرمایا تھا اُسکے بعد اگرچہ وہ
وجہ نہین رہی لیکن حکم نبوی پر عمل برابر جاری رہا یہی کیفیت خطبہ عربی کی

اسکے لیے کوئی حد معین نہین - اسقدر ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم بسا اوقات
خطبہ مین سورہ ق پڑھتے تھے اور آپ کی قرات نہایت ترتیل اور سہولیت
اور توقف و تامل کے ساتھ ہوتی تھی اُسکو اندازہ کرنا چاہیے صحیح مسلم مین
ام ہشام سے مروی ہے وہ فرماتی ہین کہ مجکو سورہ ق آنحضرت سے
سُنتے سنتے یاد ہو گئی کیونکہ آپ ہر جمعہ کو خطبہ مین سورہ مذکورہ پڑھتے
تھے اُسکی یہ تاویل کرنا کہ سورہ ق تمام وکمال نہین پڑھی جاتی تھی بلکہ
اُسکی چند آیتین تلاوت کی جاتی تھی محض غلط اور بے ثبوت ہے کیونکہ
اُسکے لیے شرح وبیان کی ضرورت ہے اور جب سورت کا ذکر بغیر بیان
وشرح کے حدیث وغیرہ مین آتا ہے تو مراد اُس سے پوری سورت
ہوتی ہے جیسے نماز جمعہ مین سورہ جمعہ ومنافقون کا پڑھنا اور صبح مین
سورہ سجدہ ودھر پڑھنا بیان پر کامل سورتین مراد ہین یہی کیفیت سورہ
ق کی ہے - اور یہ خیال کرنا کہ سورہ ق سے خطبہ دراز اور نماز اُس سے
کوتاہ ہوجاوے گی محض غلط فہمی ہے اس لیے کہ نماز کی دونون رکعتین
یعنی قیام وقراءت ورکوع وسجدہ وقومہ وجلسہ وتشہد کا مجموعہ سورہ ق
سے کوتاہ نہین ہو سکتا علاوہ بران کوتاہی ودرازی امر اضافی ہے اسکے
لیے کوئی حد معین نہین اپنی طرف سے حد معین کرنا مناسب نہین -
یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ خطبہ وغیر خطبہ مین وعظ کہنا اُسی شخص کے لیے
مناسب ہے جو کہ اہل علم اور وعظ بیان کرنے کے لائق وقابل ہو ورنہ
اگر ناواقف اور بے علم خطیب وامام ہو تو اس پر ضروری نہین - صرف
اس خیال سے کہ خطبہ مین وعظ کا ہونا ضروری ہے - یہ کہنا کہ ہر شخص کو
تکلف وتصنع کے ساتھ خواہ مخواہ کچھ بیان کرنا چاہیے ٹھیک نہین

زمین و آسمان حکمت کا اُسکی ایک جلوہ ہے
صباح و شام اُسکے فیض کا ادنی کرشمہ ہے

کیا مبعوث اُس نے اپنے ذی رتبہ حبیبون کو
جہان کا پاسبان اُسنے کیا اپنے نقیبون کو

مریضون کی دوا کیواسطے بھیجا طبیبون کو
جگایا یکدم مین خفتہ بختون کی نصیبون کو

وبا تھی جو کہ گمراہی کی اُس کو دور فرمایا
ہدایت کے شفا خانہ کو چارون طرف پھیلایا

ہمارے واسطے بھیجا محمدؐ نور ایمانی
ہوئی جسدم ہویدا اُسکی خوبی اور درفشانی

وہ اپنے ساتھ لائے نسخۂ اکسیر قرآنی
جو تھا تاریک تیرہ ہو گیا اک دم مین نورانی

کیا تسخیر لوگون کے دلون کو جذب غیبی نے
بنایا دشمنون کو دوست تاثیر خدائی نے

نہ دولت تھی نہ ثروت اور نہ تاج و تخت شاہی تھا
مکان تھا جو کہ رہنے کا وہ زیبائش سے خالی تھا

فقط اک جوش دین تھا اور اعجاز خدائی تھا
فقط اک جھونپڑا تھا جو کہ جان و تن کو کافی تھا

پر اسپر عزت ایسی تھی کہ شاہون کو نہ تھی حاصل
وہ ہیبت تھی کہ اُس سے کانپتے تھے اُسکے دل

عجب تاثیر تھی اُسکے بیان پر فصاحت مین
جو سننے والے حاضر ہوتے تھے اُسکی جماعت مین

مزہ ایسا جو ہرگز ہو جلوہ کی حلاوت مین
تڑپتے تھے کہ گویا ہین وہ میدان شہادت مین

نگہ جس پر پڑی اُسکی ہوا وہ عاشق و شیدا
ہوئی دل مین یکایک اُسکے الفت دین کی پیدا

بروز جمعہ بہر خطبہ جب ہوتے تھے استادہ
زبان خوش بیان کرتی تھی انکو اپنا دلدادہ

بہت اُسکے لیے ہوتے تھے سننے والے آمادہ
بتاتی تھی نصیحت اُن کو گرویدہ و افتادہ

مسلمانون کا ایمان تازہ ہو جاتا تھا ہفتہ وار

ہونی چاہیے۔ اسکے جواب مین گذارش ہے کہ حضرت موصوف کے نزدیک خطبہ مین وعظ
کا شامل ہونا مشروع ومحمود ہے یا نہین اگر مشروع نہین توجسقدر دلائل اسبارہ مین پیش
کیے گئی ہین جنسے وعظ کا خطبہ مین شامل ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہی انکا کیا جواب ہے اور اگر
مشروع ومحمود ہی تو اسکو خاص عربی کے دائرہ وشکنجہ مین بند کرکے فضول وبیکار کیون
کیاجاتا ہے میدان کشادہ مین لاکر کارآمد اور سودمند کیون نہین بنایا جاتا کیونکہ جو
نصیحت مخاطبین کی سمجھ مین نہ آئے وہ لغو ورائگان ہے اور اگر یہ امر اتباع سنت
کے خلاف سمجھا جاتا ہی تو مناسب ہے کہ خطبہ کے سوا جملہ مقامات مین وعظ کسی زبان مین
عربی کے سوا نہ بیان کیاجائے تاکہ عمدہ طور پر اتباع سنت عمل مین آوے۔ خیال کرنا
چاہیے کہ اذان ثالث بروز جمعہ نہ آنحضرت صلعم کے عہد مین ہوئی اور نہ شیخین کی زمانہ مین
لیکن حضرت عثمانؓ نے بعض مصالح سے اسکو قائم فرمایا اور سوا ایک دو صحابی مثل
ابوسعید خدری وغیرہ کے اور تمام صحابہ نے اس سے اتفاق کیا اور تابعین وغیرہم کے
زمانہ مین بھی یہی کیفیت رہی اسکی وجہ یہی تھی کہ جس سبب سے آنحضرت کے زمانہ مین نہین
ہوئی تھی وہ سبب عثمان غنی کے زمانہ مین قائم نہ تھا یہی کیفیت خطبہ وعظ اور قرآن و
حدیث کے ترجمہ کرنے کی ہی اور قرآن مین اعراب قائم کرنے کی حالت بھی اسی طرح
سمجھنی چاہیے اگر خطبہ مین مثل نماز کے وعظ کا شمول مشروع نہوتا اور حمد وتسبیح ومناجات
کے سوا اور کچھ اُسکے لیے پایہ ثبوت کو نہ پہونچتا تو اس صورت مین ہرگز جائز نہ تھا کہ خطبہ
مین وعظ بیان کیاجاے لیکن جبکہ یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ خطبہ مین وعظ شامل ہی تو عربی سے
مقید کرنا بیموقعہ وبے محل ہے واللہ اعلم۔ راقم محمد عبدالجبار عمرپوری کان اللہ لہ

نظم نصیحت آمیز از مؤلف رسالہ

خدا کی نعمتین بے انتہا نازل ہین عالم پر	گدا سے بڑھکے ہی محتاج اُسکا شاہ زورآور
اُسی کے کرۂ قدرت کا اک نقطہ ہی بحر وبر	اُسی کے نور کا پرتو ہی ماہ ومہر واختر

مرمت سے مکان ہوتا ہے جیسے پختہ اور ہموار

صحابہ بھی سناتے خطبہ مین تھے وعظ شائستہ
کھلا تھا جس سے لوگون پر خدا کی دین کا رستہ

جو ہوتا تھا بیان دوزخ و جنت سے پیوستہ
دیا تھا لوٹ جسنے کفر و شرک و فسق کا تختہ

گروہ تابعین مین بھی یہی دستور جاری تھا
اسی سے گھر ہون پر سایۂ افضال باری تھا

بہت اچھا ہی موقع وعظ کا خطبہ مین ہی لوگو
مناسب اور لائق ہی کہ یہ پھر جا بجا جاری ہو

نمازی جسقدر ہوتے ہین سن لیتے ہین خوب اسکو
ہدایت کا یہ چشمہ ہی طراوت اسکی پھیلاؤ

نہین کہتا ہے بدعت کوئی اسکو عالم دینی
وہ کہتا ہے سنت ہے پیمبر جسکو حق بینی

نہین ہے وعظ سے بڑھکر کوئی نیکی و بہبودی
یکایک فاسقون سے دور ہو جاتی ہی بدکاری

کہ بدنظمی کی جا پر اس سے ہوتی ہی خوش اسلوبی
جو ہین گمراہ انسے ہوتی ہی کافور گمراہی

دلون کے واسطے صیقل مریضون کو شفا ہی یہ
بلاؤن کے لیے درمان اور ابر عطا ہے یہ

جو عالم ہو کے پند و وعظ سے پھر بھی چراتا ہی
زبان کو روک کر سچ سے وہ سیم و زر کماتا ہی

چھپانا امر حق کا اسکے دلکو خوب بھاتا ہی
امیرون کی خوشامد کے لیے ایمان گنواتا ہی

وہ شیطان ہی نہین انسان خدا کی اسپہ ہی پھٹکار
وہ گونگا ہے نہین گویا فرشتون کی ہی اسکو مار

یہ عاجز کی نصیحت ہی سنو اسکو دل و جان سے
تر و تازہ کرو اپنی زمین اس ابر باران سے

اگر منظور ہے نزدیک ہونا راہ یزدان سے
کرتا معمور ہووے وہ شگفتہ نونہالان سے

مسافر ہو تم اس دنیا مین کر لو کچھ سفر کا ساز
کوئی دن مین پہونچتی ہی فنا کی موت کی آواز

اطلاع اس مطبع مین ہر قسم کی کتابین عموماً اور دینی کتب خصوصاً نہایت اہتمام سے صاف اور صحیح چھپتی ہین جن صاحبون کو طبع کرانا ہو یا کچھ چھپوانا ہو وہ اس پتہ سے خط و کتابت کرین۔
ضیاء الرحمن مقیم کلکتہ کولوٹولہ رتو سرکار لین نمبر ۶